# خواتین ۲۰۰۰ء : جنرل اسمبلی کا خصوصی اجلاس

خالد بیگ / مسلم سجاد

۵ تا ۹ جون ۲۰۰۰ء نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا خصوصی اجلاس ہو رہا ہے۔ اس کا عنوان رکھا گیا ہے: "خواتین ۲۰۰۰ء: ۲۱ ویں صدی کے لیے جنسی مساوات' ترقی اور امن"۔ اگر مسلمان خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے جیسا کہ اندیشہ ہے' تو اقوام متحدہ کے رہنما کسی مزاحمت کے بغیر شرافت' انسانیت اور شریعت کے خلاف ایک بہت بڑا معرکہ سر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اسے بیجنگ پلس فائیو (5+) کا نام دیا گیا ہے۔ بیجنگ کانفرنس میں جو لائحہ عمل طے کیا گیا تھا اس پر عمل درآمد میں جو کمی رہی ہے' اس کا جائزہ لے کر آیندہ کے لیے اقدامات تجویز کرنا اس کانفرنس کا مقصد ہے۔

اجلاس میں ۵ تا ۱۰ منٹ کی نمایشی تقریریں ہوں گی۔ اصل کام کیا جا چکا ہے۔ اختتام پر اسمبلی کے شرکا ایک اعلامیہ پر دستخط کریں گے جو عائلی تعلقات' تصور اخلاق اور تہذیبی اقدار کے حوالے سے ایک نیا نقشہ کار ہوگا جسے اقوام متحدہ کے احکامات (UN Commandments) کہا جا سکتا ہے۔ اس طرح جو قانون بن رہا ہے وہ تمام قانونی اور مذہبی تعلیمات سے بالاتر ہوگا اور اسے اسی طریق کار کے مطابق نافذ کیا جاسکے گا جس طرح عراق' لیبیا' سوڈان اور افغانستان پر پابندیاں عاید کی گئی ہیں۔

جو کچھ تیار ہے ہم یہاں اس کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔ یہ اس دستاویز سے لیا گیا ہے جو اس خصوصی اجلاس کے لیے تیاری کرنے والی کمیٹی نے ۲۰ اپریل ۲۰۰۰ء کو تیار کی ہے (اس مضمون کے پیرا نمبر اسی دستاویز کے ہیں)۔

کئی عشروں سے اقوام متحدہ ہم کو یہ یقین دلا رہی ہے کہ انسانیت کے خلاف ہم جنس پرستی کا شرم ناک گناہ اور جرم دراصل بنیادی انسانی حق ہے۔ ان گنت دستاویزوں میں انھوں نے "جنسی رجحان" پر مبنی امتیاز کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔ مثلاً جیسے یہ پیرا ۱۰۲-ایچ: "جنس' نسل' مذہب' عقیدہ' جسمانی معذوری' عمر یا "جنسی رجحان" کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت کرنے اور ختم کرنے کے لیے قوانین' طریقے اور طریقہء کار تیار کرنا' ان کا جائزہ لینا اور انھیں نافذ کرنا"۔

لیکن اب وہ آخری حد پر آ رہے ہیں۔ دنیا کی قوموں کے نام اس حکم نامے کو پڑھیے:

"جنسی رجحان" کی بنیاد پر امتیازی سلوک کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کرنا۔ وہ قوانین جو ہم جنس پرستی کو جرم قرار دیتے ہیں ان کا جائزہ لینا اور انھیں منسوخ کرنا' اس لیے کہ یہ قوانین ایسی فضا قائم کرنے میں معاون ہوتے ہیں جو امتیازی سلوک کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ان عورتوں کے خلاف تشدد پر آمادہ کرتی ہے جو ہم جنس پرست ہیں' یا سمجھی جاتی ہیں۔ اور ان انھیں تشدد کا نشانہ بنانے اور ہراساں کرنے کا تدارک کرنا (پیرا ۱۰۲-ج)۔

کسی وضاحت کے بغیر اس میں یہ کہا گیا ہے کہ: "مختلف ثقافتی' سیاسی اور معاشرتی نظاموں میں خاندان کی مختلف شکلیں ہیں" --- جو اقوام متحدہ کی زبان کو سمجھتے ہیں' وہ جانتے ہیں کہ خاندان کی مختلف شکلوں سے مراد خواتین ہم جنس پرست' مرد ہم جنس پرست اور شادی کیے بغیر ساتھ رہنے والے جوڑے ہیں۔

اس ساری کوشش کا ہدف بلاشبہ خاندان ہے۔ ان ماہرین کے پاس اسے مضبوط کرنے کے نام پر اسے مسخ کرنے اور منتشر کرنے کے لیے بڑے اختراعی خیالات ہیں۔ بنیادی نکتہ یہ ہے کہ خاوند اور بیوی کے باہمی مفاہمت کے رشتے کو باہمی مقابلے کے رشتے میں تبدیل کر دیا جائے اور اس بالکل ذاتی اور نجی ادارے کو مداخلت کے لیے کھول دیا جائے۔ اس کے لیے وہ نیکی اور بدی کی نئی تعریفیں بیان کرتے ہیں۔

ذرا ان کے اس افسوس کو دیکھیے: "اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنے کا' کہ خواتین پیداواری اور تولیدی دونوں سرگرمیوں میں مصروف ہیں' نتیجہ یہ ہوا ہے کہ خواتین پر کام کا زیادہ بھاری بوجھ اور نامساوی حصہ' اور بغیر معاوضہ کام کا بڑھتا ہوا بوجھ' اور تولیدی خدمات پر عدم ادائیگی برقرار ہے جو خواتین میں غربت کا موثر طور پر مقابلہ کرنے کی کوششوں میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے خواتین کو گھریلو کام اور تولیدی کام دونوں کا معاوضہ ملنا چاہیے"۔

یاد رکھیے یہ وہی ماہرین ہیں جنھوں نے طوائفوں کو "جنسی کارکن" کا معزز لقب دیا ہے اور دنیا کو حکم دیا ہے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کریں۔ اس لیے ان کے لیے یہ نتیجہ نکالنا بہت آسان ہے: "جب تک کام اور ذمہ داریوں میں مردوں کی ناکافی شرکت ہے' گھریلو امور کی دیکھ بھال اور ملازمت سے خواتین کے اوپر غیر متناسب بوجھ پڑتا ہے"۔

اس دستاویز میں کہا گیا ہے کہ جنس اور عمر کی بنیاد پر شماریاتی تجزیے نہ ہونے سے خواتین کے بے معاوضہ کام (unpaid work) کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ پھر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ گھریلو ذمہ داریوں میں خواتین پر نامناسب بوجھ ڈالنے کا سلسلہ قائم ہے: "اس طرح کے عدم توازن کو مناسب پالیسیوں اور پروگرام کے ذریعے خصوصاً تعلیم اور جہاں مناسب ہو' قانون سازی کے ذریعے مستقل دور

کرنے کی کوشش ہونا چاہیے"۔ ہر شخص صاف دیکھ سکتا ہے کہ تعلیم نسواں کو اہمیت دینے کے پس پردہ اصل مقصد کیا ہے!

یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ خواتین کو گھریلو کام کرنے سے انکار کرنے پر ابھارا جائے: "رائے عامہ اور دوسرے متعلقہ عوامل کو کام اور گھریلو ذمہ داریوں میں مردوں اور عورتوں کی مساوی شرکت کے لیے عوامی مہموں کو منظم کرنا"۔ اس میں ایک نئے جرم کا تعارف بھی کرایا گیا ہے: "ازدواجی عصمت دری" (marital rape)، اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ بیویوں کو خاوندوں سے بچانے کے لیے ہر جگہ عائلی عدالتیں قائم کی جائیں: "عائلی تشدد بہ شمول ازدواجی عصمت دری اور جنسی بدسلوکی جیسے مجرمانہ معاملات کے لیے عائلی عدالتیں قائم کرنا اور قانون سازی کرنا" (۱۰۳-سی، ۵۶-ایم)۔

مغرب کے اہل علم اور مصنفین اسلام کے قانون وراثت پر تنقید کرتے رہے ہیں۔ اقوام متحدہ اب تنقید کرنے کے بجائے حکم دینے پر آگئی ہے۔ اس کی ہدایت ہے: "یقینی بنایا جائے کہ قومی سطح پر قانونی اور انتظامی اصلاحات کے ذریعے عورتوں کو معاشی وسائل بہ شمول جایداد اور حقوق وراثت سمیت تمام معاملات میں مردوں سے مساوی حقوق دیے جائیں"۔

اقوام متحدہ کی زبان میں اس نئی اصطلاح میں زنا اور اسقاط کا حق شامل ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ خاصی ترقی کے باوجود اس اہم میدان میں کافی کام کی گنجایش ہے۔ ابھی تک بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن پیرا ۹۵ کے مطابق خواتین اور لڑکیوں کے تولیدی حقوق کو انسانی حقوق تسلیم نہیں کیا جا رہا۔

یہی اصل بات ہے۔ ان تمام برسوں میں مسلم حکومتیں تہذیب، اخلاق، خاندان اور اسلام کے خلاف اس ایجنڈے کو چیلنج کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ ان کے ایمان کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے عوام کے عقائد اور معاشرت کے خلاف اس سوچے سمجھے منصوبے کو منظور نہ کرتیں، لیکن انھوں نے نہایت مسکینی سے کچھ تحفظات اور استثنا کی درخواست کی۔ یہ تحفظات دے دیے گئے، اس لیے کہ اس کے باوجود بھی ایجنڈا آگے بڑھانے کے امکانات موجود تھے۔

اب ان سے کہا جا رہا ہے کہ ان تحفظات کو ختم کریں۔ کچھ نئے احکامات یہ ہیں:

خواتین کے خلاف ہر طرح کا امتیازی سلوک ختم کرنے کے کنونشن (CEDAW) کی توثیق کرنا، اس میں دیے گئے تحفظات کو محدود کرنا اور جو تحفظات کنونشن کے مقصد اور ہدف یا بین الاقوامی ٹریٹی لا کے مطابق نہیں ہیں، ان کو واپس لینا (۱۰۲-ڈی)۔

تمام موجودہ اور مستقبل کی قانون سازی کا جائزہ لینا تاکہ اس کنونشن سے مطابقت اور مکمل تعمیل کو یقینی بنایا جائے (۱۰۲-ای)۔

مسلم معاشروں کو اندر سے تباہ کرنے اور وہی تباہی پیدا کرنے کے لیے جو مغرب میں دیکھی جا سکتی ہے' اس سے زیادہ خطرناک شیطانی منصوبہ سوچنا مشکل تھا۔ لیکن ایک بڑا فرق ہے۔ مہذب دنیا میں اس تباہی کو پیدا کرنے میں کسی نے باہر سے سازش نہیں کی۔ یہ ان معاشروں میں کچھ اہل دانش کی مخالفت کے باوجود مادی اور لذت پسند اقدار کے مضبوطی سے جڑ پکڑنے کا فطری نتیجہ تھا۔ لیکن اب اقوام متحدہ اس بیماری کو باقی دنیا میں بزور برآمد کر رہی ہے۔

یہ "نیم حکیم" اب تک اپنی توقع سے زیادہ کامیاب رہے ہیں۔ پروپیگنڈا مہمات اور منظم کوششوں کے ذریعے انھوں نے بڑی کامیابیاں حاصل کرلی ہیں' بغیر اس کے کہ بڑے اور منظم احتجاج ہوئے ہوں۔ یہ جھوٹ کہ ان کی آبادیاں ان کا سب سے بڑا مسئلہ ہیں' ان لوگوں نے عموماً قبول کر لیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس فلسفے کے خلاف واضح تنبیہہ کی تھی۔ کسی نے اس جھوٹ کو بھی چیلنج نہیں کیا کہ ان بزعم خود دانش وروں کو خواتین کا بڑا خیال ہے اور انھوں نے ان کے لیے نئے حقوق دریافت کیے ہیں۔ نہ ہی کسی نے ان کی نیکی اور بدی کی تعریف اور ان کی نئی شریعت کو اس طرح چیلنج کیا ہے جیسا کہ اس کا حق تھا۔

پاکستان میں خواتین کے حقوق' ان کی صحت کی حفاظت اور خاندان کی بہبود کے نام پر اس منصوبے پر سرکاری سرپرستی میں مسلسل کام جاری ہے۔ خواتین کمیشن کی سفارشات میں قرآن و سنت کے بجائے اسی کنونشن (CEDAW) کی تجاویز کو معیار حق تسلیم کیا گیا۔ ایڈز کے حوالے سے کنڈوم کلچر کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ میڈیا اور تشہیری مہمات نے لوگوں کی اقداری حس کو کند کر دیا ہے۔ ان کاموں کے لیے وسائل کی کمی کوئی مسئلہ نہیں۔ ایک خبر کے مطابق پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی کا بجٹ تعلیم کے بجٹ سے زیادہ ہے۔ قاہرہ کانفرنس کے بعد ان کاموں کے لیے امداد بہت زیادہ دی جا رہی ہے جو بہ شوق لی جا رہی ہے۔

جب پاکستان کی فوجی حکومت نے نئے بلدیاتی اداروں میں خواتین کے لیے ۵۰ فی صد نشستیں مقرر کرنے کا اعلان کیا تو بہت کم لوگوں کو یہ خیال آیا کہ ورلڈ بنک سے براہ راست آئے ہوئے اس حکم کے پس پردہ کیا منصوبہ ہے۔ یہی صورت حال اقوام متحدہ میں ہے جہاں ان ایشوز پر مسلمانوں کی برائے نام نمایندگی بھی نہیں ہوئی۔ ۱۹۹۴ء میں قاہرہ کانفرنس کے موقع پر مسلم دنیا میں ایک لہر اٹھی تھی لیکن پھر سب بھول گئے اور اقوام متحدہ کا منصوبہ بلا روک ٹوک جاری رہا۔

مسلم دنیا بوسنیا' کوسووا' چیچنیا اور کشمیر میں اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی عزت کی حفاظت میں ناکام رہی لیکن اقوام متحدہ میں ناکامی جہاں ہر مسلم ملک کو نمایندگی حاصل ہے' شرم ناک اور عبرت ناک ہے۔ کنونشن قرآن و سنت کی ہر اس شق کو منسوخ کرتی ہے جو نیویارک میں جاری ہونے والے ان احکامات کے مطابق نہیں ہے۔ مسلمانوں کو آج ایک بہت بڑے فتنے سے اجتماعی طور پر مقابلہ درپیش ہے۔ اگر مسلم دنیا اس کا

استیصال نہیں کرتی تو اسے اپنے اسلام کو بھول جانا چاہیے!

دراصل آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان خواتین کو اسلام کے دیے گئے جن حقوق سے محروم رکھا گیا ہے وہ حقوق حاصل کرنے کے لیے مسلم ممالک میں تحریک برپا کی جائے۔ ان ملکوں میں اقوام متحدہ کے جھنڈے تلے مغربی اقدار درآمد کرنے کا اصل مقابلہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ مسلم ممالک میں خواتین عملاً بنیادی اور دینی تعلیم سے محروم ہیں، مظالم کا شکار ہیں، معاشی حقوق سے محروم ہیں۔ اس سے وہ فضا بنتی ہے جس میں مغرب دراندازی کرتا ہے۔ یہ ہماری مسلمان عورتوں کے ایمان کی مضبوطی اور استقامت ہے کہ عالمی طاقتوں کو اس کے باوجود اپنی خلاف شریعت اقدار کو رائج کرنے میں مزاحمت کا سامنا ہے۔ مراکش کی مسلم خواتین کا بے مثال مظاہرہ اس کا ایک مظہر ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ اسلام کے دیے گئے حقوق، مکمل اور ٹھیک ٹھیک ان ممالک کے نظام کا جزو بن جائیں۔ یہ ہو تو خود مغرب کے فساد زدہ معاشرے سے تنگ آئے ہوئے مرد اور خواتین کشش محسوس کریں گے اور اسلام کی حقانیت کے قائل ہوں گے (ماخوذ: ماہنامہ امپیکٹ، مئی ۲۰۰۰ء)۔

---


فہم قرآن میں اضافے کے لئے فنی کتاب "قواعدِ زبانِ قرآن" کا مطالعہ کیجئے۔

یہ کتاب متعلمین و مدرسین قرآن دونوں کے لئے نہایت مفید ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | قواعدِ زبانِ قرآن | خلیل الرحمن چشتی | 250 روپے |
| 2 | حدیث کی اہمیت و ضرورت | خلیل الرحمن چشتی | 35 روپے |
| 3 | توحید اور شرک | محمد خان منہاس | 15 روپے |
| 4 | رسالت | محمد خان منہاس | 15 روپے |
| 5 | اسلام میں آخرت کا تصور | محمد خان منہاس | 15 روپے |
| 6 | نماز | محمد خان منہاس | 15 روپے |
| 7 | نصاب برائے حفظ | محمد خان منہاس | 25 روپے |

ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔ سات (7) کتابوں کے مکمل سیٹ کی قیمت مع ڈاک خرچ 400/= روپے ہے، کتابیں وی پی نہیں کی جائیں گی، منی آرڈر یا ڈرافٹ کا پہلے آنا لازمی ہے۔

مطبوعاتِ الفوز اکیڈمی
اسلام آباد

317, Street 16, F-10/2, Islamabad.
Tel : 051 - 251 933
Fax : 051 - 254 139